☆۔پہلہ اہم ترین تقاضا۔☆

تحریرنمبر۔۲(حصہ اول)

دین کی اولین بنیاد

(لا الٰہ الاّ اللہ)

ابوعبداللہ

(ہمارا عزم)

☆سچائی کی پیروی☆

(WWW.KHIDMAT-ISLAM.COM)

(Email:KHIDMAT777@GMAIL.COM)

بسم اللہ،الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

دین کا وہ سب سے اہم نکتہ جس کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کیا گیا، وہ توحید باری تعالیٰ یعنی (لا الٰہ الاّ اللہ) ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی اولین بنیاد یہی تھی۔ جو اس حقیقت کو پانے میں ناکام ہو گیا، وہ بازی ہار گیا۔ وہ سب کچھ پا کر بھی سب کچھ کھو بیٹھا۔ اس ضمن میں پروردگار نے انسانیت کو شدید تنبیہ کر دی:

﴿ وَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا۝﴾

(بنی اسرائیل:39:17)

''(اے انسان یا درکھ!) مت بنانا اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود، ورنہ (شرک کی سزا میں) تجھے پھینک دیا جائے گا جہنم میں ملامت زدہ حالت میں دھتکار کر۔''

لیکن افسوس کہ یہ تنبیہات ہمارے لئے بہت ہلکی ہو چکی ہیں۔ یہاں تو ہم خوش فہمیوں میں مبتلا ہو چکے ہیں، لیکن بوقتِ موت ہوش ٹھکانے آجائیں گے، طوطے اڑ جائیں گے۔ ہلاکت سے بچنے کیلئے اس سب سے اہم موضوع پر ضروری معلومات پیش خدمت ہیں۔

اہمیت وضرورت

اس موضوع کی اہمیت کے حوالے سے کئی پہلوؤں پر بات ہو سکتی ہے، لیکن اختصار کی خاطر صرف دو پہلو سمجھتے ہیں: (۱)۔ بعثتِ انبیاء علیہم السلام کا بنیادی مقصد اور (۲)۔ ملت ابرہیمی (علیہ السلام)؟

(۱)۔ بعثتِ انبیاء علیہم السلام کا بنیادی مقصد

انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کرنے کا ایک عمومی مقصد ہے اور ایک خصوصی مقصد۔ لیکن افسوس کہ الا ماشاء اللہ مسلمان ان دونوں مقاصد کو بھول چکے ہیں۔ ہم ہائی جیک ہو چکے ہیں اور ہمارے لئے یہ دونوں مقاصد اجنبی ہو چکے ہیں۔

عمومی مقصد: انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کرنے کا عمومی مقصد یہ ہے کہ جس نبی پر جو کتاب نازل کی گئی ہے لوگوں کو اس کتاب پر لایا جائے۔ لوگ انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونے والی کتابوں کی پیروی کو سختی سے ملحوظ رکھیں اور انہیں ضابطہ حیات بنائیں، جیسے ہمارے لئے قرآن حکیم نازل کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں مذکورہ حقیقت یوں واضح کی گئی:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ

مُّبِیۡنٍ o﴾ (آل عمران:3:164)

''یقیناً اللہ نے احسان کیا اہل ایمان پر کہ انہیں میں سے ان میں اپنا رسول مبعوث فرمادیا جو انہیں آیات پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب کی تعلیم اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور اس سے قبل یہ کھلی گمراہی میں تھے۔''

یہاں یہ حقیقت دوٹوک الفاظ میں بالکل واضح کردی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو مبعوث کر کے اللہ نے یہ احسان عظیم اسلئے کیا ہے کہ قرآن کی آیات، انکی تعلیم اور اسکی حکمت کے ذریعے لوگوں کا تزکیہ کیا جائے۔ اور یہ بات بھی واضح کردی کہ اس قرآن سے آگاہی سے قبل لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔ لیکن افسوس کہ الا ماشاء اللہ ہمیں قرآن سے تو بغیر سمجھے رسمی تلاوت کے سوا کوئی لینا دینا نہیں اور ہر کسی نے اپنے اپنے تزکیے کے الگ الگ معیارات بنالئے ہیں! دوسری بات یہ ہے کہ جس مقصد کیلئے نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا گیا، اس مقصد کو ترک کرنا کیا آپ ﷺ کی بعثت کی قدردانی کرنا ہے یا ناقدری!

بعثت کے اس عمومی مقصد پر مزید آگاہی کیلئے دیکھئے: (سورہ جمعہ: آیت:2، البقرہ: 129)

<u>بعثت کا خصوصی مقصد:</u> ہمارے پیارے رسول ﷺ سمیت دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تشریف آوری کا خصوصی مقصد (لا الہٰ الا اللہ) یعنی ہر نوع کے شرک سے بچا کر اللہ کی وحدانیت لوگوں میں راسخ کرنا تھا۔ نزولِ قرآن کا عمومی مقصد تو دین کے سارے احکامات کا تبین ہے، لیکن خصوصی مقصد اللہ کی وحدانیت ہے، جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ o ﴾ (ابراہیم:14:52)

''اس قرآن کا لوگوں کی طرف پہنچا دیا جانا ہے، تاکہ لوگ اسکے ذریعے سے متنبہ کردیئے جائیں اور لوگ اس <u>حقیقت کو جان لیں کہ وہ معبود صرف ایک ہی معبود ہے</u>، تاکہ عقلمند لوگ عبرت و نصیحت پکڑ لیں۔''

اس آیت کریمہ پر جتنا بھی سوچیں کم ہے۔ اس میں حقیقت ہر طرح سے اتنے جامع اور زوردار انداز سے کھول دی گئی ہے کہ ابلیس کے ہاتھوں ہائی جیک ہونے کی کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ یہاں یہ بات بالکل واضح کردی گئی ہے کہ قرآن لوگوں کی طرف اس خصوصی اور سب سے بڑے مقصد کے تحت اتارا گیا ہے کہ لوگ (لا الہٰ الا اللہ) کی حقیقت کو جان کر اپنے آپ کو ہلاکت سے بچالیں۔ لیکن افسوس کہ ہم کسی اور

ہی طرف رختِ سفر ہیں۔!

چنانچہ نبی کریم ﷺ کی دعوت کا مرکز ومحور بھی توحید ہی تھی جسے بڑے واضح انداز میں یوں بیان کیا گیا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَآ اُشْرِكَ بِهٖ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَ اِلَيْهِ مَاٰبِo﴾

(سورۃ الرعد، آیت:36)

''فرمادیجئے مجھے تو صرف اللہ کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے کہ کسی کو اسکے ساتھ شریک ٹھراؤں اور اسی کی طرف میں دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔''

آپ ﷺ نے جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف (گورنر بنا کر) بھیجا تو فرمایا:

((فلیکن اول ماتدعو هم الی ان یوحدوا الله تعالٰی))(بخاری :7372)

''پہلی چیز جس کی طرف تُو انکو دعوت دے وہ اللہ تعالیٰ کی توحید ہی ہونی چاہئے۔''

پیغمبرانہ سنت تو یہی تھی لیکن افسوس کہ آج ہماری دعوت میں دنیا جہاں کے موضوعات تو ہوتے ہیں لیکن توحید پر کم ہی بات ہوتی ہے.....!

<u>دیگر انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی بنیاد:</u> وہ بنیادی نقطہ جس پر تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی بنیاد تھی۔وہ نقطہ توحید الوہیت (عبودیت) تھا، جیسا کہ:

حضرت نوح علیہ السلام نے ان الفاظ میں دعوتِ توحید قوم کے سامنے پیش کی۔

﴿ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾(سورۃ الاعراف، آیت۔59)

''تو انہوں نے کہا: اے میری قوم کے لوگو، <u>اللہ کی بندگی</u> کرو اس کے سوا تمہارا کوئی <u>معبود</u> نہیں۔''

اسی طرح انہیں الفاظ میں دعوت دی: حضرت ھود، حضرت صالح، حضرت شعیب، حضرت یوسف، اور حضرت عیسیٰ..... علیہم السلام سمیت دیگر تمام انبیاء کرام نے، تفصیل کیلئے دیکھئے:

(سورۃ الاعراف، آیت:65)، (سورۃ الاعراف۔73)، (سورۃ الاعراف۔85)، (سورہ یوسف:12 آیت:40)، (سورہ زخرف، آیت۔64)

اور تمام انبیاء علیہم السلام کی اس دعوت کو ایک آیت کریمہ میں یوں واضح کر دیا گیا:

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾(سورۃ الانبیاء، آیت:25)

''ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے، اسے یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم میری ہی بندگی کرو''

لیکن افسوس کہ الا ماشاءاللہ ہماری تقاریر، تحاریر.... کی بنیاد اس اصل موضوع پر نہیں۔!

توحید ورسالت کا باہمی ربط: انسان کی نجات کیلئے توحید (لا الٰہ الا اللہ) کے بعد دوسرا اہم ترین تقاضا رسالت (محمد الرسول اللہ) ہے۔اوران دونوں عنوانات کا باہمی ربط یہ ہے کہ: توحید سمیت دین کے دیگر تمام عنوانات پر شفاف، سچی اور حقیقی رہنمائی کیلئے ''رسالت'' بمثل مینارہ نور ہے جو فہمِ توحید کیلئے شفاف روشنی مہیا کرتی ہے۔لہٰذا توحید سمیت دین کے دیگر عنوانات پر صحیح رہنمائی کیلئے رسالت کے تقاضوں کو بھی پورا کرنا ضروری ہے۔رسالت کی تفہیم اور اسکے تقاضوں سے آگاہی کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (رسالت: محمد الرسول اللہ)

(۲)۔ملت ابرہیمی

ہمارا دین، دینِ ابراہیمی ہے۔ہر نبی کی کچھ امتیازی صفات ہوتی ہیں۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا امتیازی وصف قرآن میں ہر نوع کے شرک سے سخت اجتناب اور اللہ کی توحید پر جم جانا، اللہ کی طرف مکمل یکسو ہوجانا بیان ہوا ہے۔اسی امتیازی صفت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول ﷺ کو بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی کا حکم دیا ہے:

☆ ﴿ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَo﴾ (النحل:123:16)

''پھر ہم نے وحی کی آپ کی طرف کہ پیروی کرو ملتِ ابراہیم کی، جو یکسو تھے اللہ کی طرف اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔''

''حنیفا'' کا مطلب ہے: کسی کی طرف یکسو ہوجانا، اپنے آپ کو اسکے حوالے کر دینا، اسی کی طرف متوجہ ہوجانا، اسے اپنا کارساز بنالینا۔یہ امتیازی صفت تھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی۔

نبی کریم ﷺ سے یہ دوٹوک اعلان کروادیا گیا:

☆ ﴿قُلۡ اِنَّنِیۡ ہَدٰىنِیۡ رَبِّیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۬ۚ دِیۡنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا ۚ وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ﴾ (الانعام:161:6)

''اے رسول! فرما دیجئے، میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھادی ہے یعنی راست دین (جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں) جو طریقہ ہے ابراہیم کا جو یکسو (ایک اللہ کی طرف متوجہ) ہوگئے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے''

اسی امتیازی صفت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو پوری امت کے برابر قرار دیا:

☆ ﴿ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا وَ لَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴾(النحل:120:16)

''واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم اپنی ذات میں ایک پوری امت تھے، اللہ کے مطیع وفرمانبردار، یکسواور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس ملت ابراہیمی سے منہ پھیرنے والے کو بے وقوف قرار دیا ہے:

﴿وَ مَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ﴾(البقرہ:130:2)

''ابراہیم کی ملت (یعنی طرزِ دین) سے تو وہی بے رغبتی کرے گا، جو محض بے وقوف ہو۔''

اللہ ہماری اصلاح فرمائے، الا ماشاءاللہ اکثریت اسی بے وقوفی کی راہ پر گامزن ہو چکی ہے۔!

پس: بلاشک وشبہ معلوم ہو گیا کہ شرک سے بچ جانا ہی ملت ابراہیمی میں داخل ہونا ہے۔لیکن افسوس کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ کے برعکس اب حالات یہ ہو چکے ہیں کہ جو اللہ کے لئے یکسوئی اختیار کرے اسے بری نظر سے دیکھا جاتا ہے۔حالانکہ یہی انسانیت کی عظمت اور معراج تھی جو انسان سے مطلوب تھی، جیسا کہ ہمارے رب نے فرمایا:

﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَ اتَّخَذَاللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًاo﴾(سورۃ النساء:125:4)

''اور کس کا دین اس سے بہتر؟ جس نے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دیا ہو اور وہ نیکو کار بھی ہو اور یکسو ہو کر پیروی کر رہا ہو ابراہیم کے طریقے کی اور ابراہیم کو اللہ نے اپنا خلیل چُن لیا تھا۔''

یہ دعوت عام ہے ہر اس فرد کے لیے جو سچے صراط مستقیم کو تھامتے ہوئے عظیم ترین کامیابی اور رفعتوں کا خواہاں ہو۔

دعوتِ توحید پر قوموں کا ردعمل

قرآن مجید گواہ ہے کہ اس دعوت کو چند لوگوں کے سوا کسی نے قبول نہیں کیا اور کہا کہ یہ باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں، جیسا کہ سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم نے کہا:

﴿قَالُوْا یٰشُعَیْبُ مَا نَفْقَهُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْنَا ضَعِیْفًا وَ لَوْ لَا رَهْطُکَ لَرَجَمْنٰکَ وَ مَآ اَنْتَ عَلَیْنَا بِعَزِیْزٍo ﴾ (ھود:91:11)

''وہ بولے اے شعیب! جو باتیں تم ہمیں کہتے ہو ان میں سے اکثر باتیں تو ہماری سمجھ میں ہی نہیں آتیں اور بلاشبہ ہم دیکھتے ہیں کہ تُو ہم میں بہت کمزور ہے اور اگر تمھارے کنبہ کا لحاظ نہ ہوتا تو ہم نے تمھیں سنگسار کر دیا ہوتا اور تم ہم پر غالب نہیں۔''

اسی طرح حضرت ھود علیہ السلام کی دعوت پر لوگوں نے کہا جو باتیں تم کرتے ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ تمھیں ہمارے کسی معبود کی بددعا لگی ہے:

﴿قَالُوْا یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِکِیْٓ اٰلِھَتِنَا عَنْ قَوْلِکَ وَ مَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ o اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰکَ بَعْضُ اٰلِھَتِنَا بِسُوْٓءٍ قَالَ اِنِّیْٓ اُشْھِدُ اللّٰہَ وَ اشْھَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَo﴾ (ھود:11:54-53)

''انہوں نے کہا اے ھود! تو ہمارے پاس کوئی دلیل تو لایا نہیں اور ہم صرف تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تجھ پر ایمان لانے والے ہیں، بلکہ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ تمھیں ہمارے کسی معبود نے خرابی میں مبتلا کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تو اللہ کے سوا ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم شریک بناتے ہو۔''

نبی کریم ﷺ نے جب قریش کو دعوتِ توحید دی تو شیطان نے قریش کو آپ ﷺ کے خلاف یوں آگ بگولہ کیا:

﴿وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ o اَجَعَلَ الْاٰلِھَةَ اِلٰھًا وَّاحِدًا اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ o﴾(ص:38:5-4)

''اور وہ انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ڈرانے والا آیا اور (ان) کافروں نے کہا یہ تو جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے۔ اس نے تو سب معبودوں کا ایک ہی معبود بنا ڈالا بلاشبہ یہ بڑی عجیب بات ہے۔''

آج بھی حالات کوئی زیادہ مختلف نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق قرب قیامت دین اجنبی ہو جائے گا اور بچنے کیلئے واپس حجاز میں پناہ لے گا، جس طرح سانپ جان بچانے کیلئے واپس بل میں جاتا ہے۔ آج بھی اس موضوع کو الا ماشاء للہ عجیب سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ہم کسی کا نہیں اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ یہاں تو خوش فہمیاں ہیں، لیکن بوقت موت طوطے اڑ جائیں گئے۔ اللہ ہماری اصلاح فرمائے۔ (آمین)

شیطانی نقب

مذکورہ حوالے سے قرآن وسنت میں بیان کردہ شدید تنبیہات کے باوجود شیطان نے اپنا کام نکال لیا ہے۔ اس حوالے سے شیطان نے اپنی ساری توانائیاں بروئے کار لاتے ہوئے، بہت چالاکی سے نقب لگا کر

انسان کو قابو کیا ہے کہ اسے کان وکان خبر نہ ہو، جیسے:

(۱)۔انسان کی آنکھیں کھولنے کیلئے نازل کردہ خالق کی شدید تنبیہات انسان کیلئے بہت ہلکی ہوجاتی ہیں۔کان پر جوں نہیں رینگتی، ٹس سے مس نہیں ہوتا۔

(۲)۔توحید اور شرک کی اصطلاحات کو نظروں میں بُرا کردینا، جو شرک سے بچانے کی بات کرے اسے بُرا بھلا کہلوانا تاکہ لوگ سنجیدگی کی بجائے، اعراض کریں اور توحید اور شرک کی حقیقت سمجھنے سے گریز کریں۔

(۳)۔ قرآنی آیات کی غلط تاویل وتحریف کے ذریعے اصل حقیقت سے پھیر کر خوش فہمی میں مبتلا کردینا۔اگر کسی چیز کا جواز بیان ہوا ہو تو اس جواز کو اصل بنا کر جواز کو پکڑ لینا، جبکہ دین کی اصل کو نظر انداز کردینا۔

(۴)۔ بخشش اور رحمت الٰہی کی غلط امید پیدا کرنا۔

(۵)۔اس دھوکے میں مبتلا کردیا ہے کہ: کلمہ گو شرک کا ارتکاب کر ہی نہیں سکتا، لہٰذا سو جائیں۔نہ فہم شرک سے آگاہی کی ضرورت ہے اور نہ ہی بچنے کی فکر۔

نوٹ: اس ضمن میں تفصیلی آگاہی کیلئے دیکھئے ہماری تحریر (ظلم عظیم پر جامع رہنمائی، باب:۲)

اس دھوکے کے شکار بدنصیب دنیا میں تو فہم توحید پر آنے اور شرک سے بچانے والوں کی بات نہیں سنتے ،لیکن بوقت موت روئیں گے، چیخیں گے، چلائیں گے کہ کاش کوئی زبردستی ہی بتلا دیتا تاکہ ہم بھی اس تباہی سے بچ جاتے۔لیکن اس وقت رونے کا کیا فائدہ۔!

توحید میں اعتدال کی ضرورت

اکثریت تو توحید وشرک کے فہم اور شرک سے بچنے کے حوالے سے غفلت کا شکار ہوئی ہے، جبکہ بعض نے شرک کی مذمت وتردید میں غلو بھی کیا ہے۔اس ضمن میں احتیاط کرنی چاہیے، اعتدال پر رہتے ہوئے، دلائل کی روشنی میں توحید وشرک کی وضاحت کرنی چاہیے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ نہ تو بندوں کو اللہ کی صفات کا حامل ٹھرایا جائے اور نہ ہی بندوں کا مرتبہ و مقام جو اللہ نے انہیں دیا ہے، اس سے انہیں گرایا جائے۔دیانتداری اور ایمانداری یہی ہے کہ ہر ایک کو اسکا مقام اور حق دیا جائے۔اللہ عزوجل ہمیں اعتدال پر رہتے ہوئے سچائی اور اخلاص کے ساتھ حقیقی صراطِ مستقیم کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

اگر بات سمجھ آگئی ہے اور فکر پیدا ہوگیا ہے تو، دین کے اس سب سے اہم ٹاپک یعنی توحید کیا ہے؟ اسکی مختلف اقسام کو سمجھنے کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (توحید: لاالٰہ الا اللہ)